مرنے والوں کے ایصالِ ثواب کے لیے قبرستان میں قرآن پڑھنا جائز ہے ایک روایت اور اس کی سند کی مکمل تحقیق

حدثنا يحيى قال: حدثنا مبشر بن إسماعيل الحلبي قال: حدثني عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن أبيه قال: قال لي أبي يا بني إذا أنا مت فضعني في اللحد وقل بسم الله وعلى سنة رسول الله وسن علي التراب سناً واقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها فإني سمعت عبد الله بن عمر يقول ذلك. (وفی روایة) إذا أدخلت القبر فضعوني في اللحد وقولوا بسم الله وعلى سنة رسول الله وسنوا علي التراب سناً واقرؤوا عند رأسي أول البقرة وخاتمتها فإني رأيت بن عمر يستحب ذاك. [تاریخ یحیی بن معین جلد 1 ص 46,54]

ترجمہ: "بسند مذکور حضرت للجلاج رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے میرے بیٹے جب میں وفات پا جاؤں تو مجھے تم لحد میں رکھنے لگو تو کہنا: : بسم اللہ وعلی سنة رسول اللہ اور پھر مجھ پر مٹی ڈال دینا اور بعد میں میرے سرہانے **سورة البقرة** کا پہلا رکوع (اور پاؤں کی طرف) اس کا آخری رکوع تلاوت کرنا کیونکہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ اسی طرح فرماتے تھے۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ جب تم مجھے قبر میں داخل اور لحد میں رکھو تو کہنا بسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ اور مجھ پر مٹی ڈال کر برابر کر دو تو میرے سر کے پاس سورہ بقرہ کا ابتدائی حصہ اور اس کا آخری حصہ پڑھنا کیونکہ میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ اس کو اچھا جانتے تھے۔

اس صحیح حدیث سے پتہ چلا کہ قبرستان جاکر قرآن پڑھنا صحابہ کرام علیھم الرضوان کا معمول تھا اور اس کی وصیت فرمایا کرتے تھے۔

اس حدیث شریف کے تمام رواۃ ثقات میں سے ہیں

اس کے پہلے راوی [1] حضرت یحیٰ بن معین ہیں۔ یہ امیر المؤمنین فی الجرح والتعدیل امام الحدیث ہیں ان کی ثقاہت میں شک کرنا اپنے آپ کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔

[2] دوسرے راوی:

مبشر بن اسمٰعیل الحلبی: یہ بھی زبردست ثقہ ہیں۔

امام عثمان بن سعید الدارمی حضرت یحیٰ بن معین سے نقل فرماتے ہیں:

سالتہ عن مبشر بن اسمعیل ؟ فقال ثقۃ،

[تاریخ عثمان بن سعید (ص 205) برقم (760)]

امام ابوداوٗد صاحب السنن فرماتے ہیں: قال: سمعت أحمد قيل له: مُبَشِّر بن إسماعيل الحلبي؛ قال: قد رأيته، لم يكن به بأس

میں نے حضرت امام احمد بن حنبل سے سنا ان سے مبشر بن اسمٰعیل الحلبی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا میں نے اس کو دیکھا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

[سوالات ابی داؤد للامام احمد بن حنبل (ص 270-271) برقم (312)]

امام ابن سعد فرماتے ہیں: وكان ثقة مأمونًا وہ ثقہ اور مامون ہے۔

[الطبقات الکبری 471/7]

امام ابن حبان نے ثقات 193/9 میں ذکر کیا۔

امام ذھبی فرماتے ہیں:

"ثقہ"

[الکاشف 104/3 برقم (5372)]

امام ذھبی ہی فرماتے ہیں: تكلم فيه بلا حجة

اس میں بغیر دلیل کے کلام کیا گیا ہے۔

میزان الاعتدال 433/3 برقم (7151)

اس کا تیسرا راوی:

[3] عبدالرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

یہ مقبول ہے۔

تقریب التہذیب (ص 208)

اور امام ابن حبان نے اس کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب الثقات 90/8 اور اس پر کسی بھی محدث کی کوئی جرح ثابت نہیں ہے۔

[4] چوتھے راوی:

العلاء بن اللجلاج :

امام عجلی فرماتے ہیں:

کہ یہ شامی تابعی ہیں اور ثقہ ہیں۔

تاریخ ثقات 343 برقم (1172)

امام ابن حبان نے کتاب الثقات 245/5 میں ذکر کیا:

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

ثقہ ہے۔

تقریب التہذیب (ص 269)

اس سے ثابت ہوا کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

حضرت امام الحافظ عبد الحق الاشبیلی 582ھ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ آپ نے حکم فرمایا تھا کہ ان کی قبر کے پاس سورۃ البقرۃ پڑھی جائے اور حضرت العلاء بن اللجلاج سے بھی اس کی اباحت کی روایت کی گئی ہے۔

کتاب العاقبة (ص 255) برقم (577)

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے:

اسلاف کی ایک جماعت سے ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی قبر پر سورۃ البقرۃ پڑھنے کی وصیت کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ انہوں نے حکم فرمایا تھا کہ میری قبر کے پاس سورۃ البقرۃ پڑھی جائے اور حضرت العلاء بن عبدالرحمٰن بھی اس خیال کے تھے۔

حضرت امام بیھقی فرماتے ہیں: "وقدروينا القراة المذكورة فيه عن ابن عمر موقوفا" اور یہ قرات مذکورہ (یعنی: سورۃ البقرہ) تو یہ حضرت عبداللہ بن عمر سے موقوفا ثابت ہے۔

[شعب الایمان جلد ۷ ص ۱٦]

طالبِ دعا:ابو تُراب سید کامران قادری عفی عنہ